سوال

ام اور (59)

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ن خیال تصور کرنے والے بعض مسلم مفکرین نے ایک نئی اصطلاح ایجاد کی ہے جسے وہ ''سیاسی اسلام'' سے تعبیر کرتے ہیں ۔ ان کے نزدیک سیاسی اسلام سے مراد ان لوگوں کا اسلام ہے جو دین میں سیاست کو شامل قرار دیتے ہیں اور دینی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ سیاسی سرگرمیوں میں بھی شامل رہتے ہیں

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

م السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

(Personal life) ۔

ن وحدیث کی تعلیمات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کے عملی نمونوں پر غور کرنے بعد پورے وثوق کے ساتھ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اسلام سے سیاست کو بے دخل نہیں کیا جا سکتا ۔ سیاست سے بے دخل ہونے کے بعد اسلام اسلام نہیں رہ سکتا ۔ کوئی دوسرا ہی د

(1) ۔

رکیا جائے تو عقیدہ توحید محض ایک روحانی عقیدہ ہی نہیں ہے بلکہ ایک انقلابی سیاسی نعرہ بھی ہے جو انسان کو مساوات آزادی اور اخوت ومحبت کی دعوت دیتا ہے ۔ انسان کو انسان کی بندگی سے نکال کر خالق کائنات کی بندگی میں لے جانا چاہتا ہے تاکہ کوئی بندہ بشر مطلق العنان حاکم بن کر دوسرے بندوں کے

قُل يـٰأَهلَ الكِتـٰبِ تَعالَوا إِلىٰ كَلِمَةٍ سَواءٍ بَينَنا وَبَينَكُم أَلّا نَعبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلا نُشرِكَ بِهِ شَيـًٔا وَلا يَتَّخِذَ بَعضُنا بَعضًا أَربابًا مِن دونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوا فَقولُوا اشهَدوا بِأَنّا مُسلِمونَ ٦٤ ... سورة آل عمران

ے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں، نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب بنائیں ۔ پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں''

(2) خود کو سیاسی مسائل سے الگ تھلگ کر کے کوئی مسلمان مکمل مسلمان نہیں ہوسکتا ۔ کیوں کہ اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن وحدیث میں متعدد مقامات پر ہر مسلمان پر اس بات کی ذمہ داری عائدہ کی ہے کہ وہ "امر بالمعروف ونہی عن المنکر'' کا فریضہ انجام دے ۔ اللہ اور اس ے

ے افضل جہاد ظالم حکمرانوں کے سامنے حق بات کہنا ہے ۔ "

لام اس بات کا حکم دیتا ہے کہ معاشرے میں کمزور اور مظلوم انسانوں کی مدد کی جائے ۔ اور ان کے حقوق کے لیے آواز بلند کی جائے ۔ اللہ کا فرمان ہے :

وَما لَكُم لا تُقـٰتِلونَ فى سَبيلِ اللَّهِ وَالمُستَضعَفينَ مِنَ الرِّجالِ وَالنِّساءِ وَالوِلدٰنِ الَّذينَ يَقولونَ رَبَّنا أَخرِجنا مِن هـٰذِهِ القَريَةِ الظّالِمِ أَهلُها ... ٧٥ ... سورة النساء

ا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کمزور پا کر دبا لیے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ خدایا ہمیں اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں ۔''

اور اللہ ان لوگوں کے لیے سخت نفرت کا اظہار کرتا ہے جو ظلم سہتے ہیں اور خاموش رہتے ہیں اور کم از کم اتنا بھی نہیں کرتے کہ ظلم کی بستی سے ہجرت کر جائیں ۔

إِنَّ الَّذينَ تَوَفّىٰهُمُ المَلـٰئِكَةُ ظالِمى أَنفُسِهِم قالوا فيمَ كُنتُم قالوا كُنّا مُستَضعَفينَ فِى الأَرضِ قالوا أَلَم تَكُن أَرضُ اللَّهِ وٰسِعَةً فَتُهاجِروا فيها فَأُولـٰئِكَ مَأوىٰهُم جَهَنَّمُ وَساءَت مَصيرًا ٩٧ ... سورة النساء

اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں، تم کس حال میں تھے؟ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم اپنی جگہ کمزور اور مغلوب تھے ۔ فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم ہجرت کر جاتے؟ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ پہنچنے کی بری جگہ ہے''

ر لعنت بھیجتا ہے ایسے لوگوں پر جو معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں پر خاموشی اختیار کیے رہتے ہیں اور انھیں دور کرنے کی ذرہ برابر فکر نہیں کرتے ۔ اللہ فرماتا ہے :

لُعِنَ الَّذينَ كَفَروا مِن بَنى إِسرٰءيلَ عَلىٰ لِسانِ داوۥدَ وَعيسَى ابنِ مَريَمَ ذٰلِكَ بِما عَصَوا وَكانوا يَعتَدونَ ٧٨ كانوا لا يَتَناهَونَ عَن مُنكَرٍ فَعَلوهُ لَبِئسَ ما كانوا يَفعَلونَ ٧٩ ... سورة المائدة

وں پر (حضرت) داؤد (علیہ السلام) اور (حضرت) عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کی زبانی لعنت کی گئی اس وجہ سے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے آگے بڑھ جاتے تھے (78) آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے روکتے نہ تھے جو کچھ بھی یہ کرتے تھے یقیناً وہ بہت برا تھا''

کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ برائیاں صرف چوری شراب اور زنا وغیرہ کا نام ہے تو یہ بہت بڑی غلطی ہے ۔ برائی یہ بھی ہے کہ معصوم اور بے گناہ افراد کو جیلوں میں ڈال دیا جائے اور ان پر سختی کی جائے ۔ برائی یہ بھی ہے کہ الیکشن کے موقع پر ووٹوں کی دھاندلی کی جائے ۔ برائی یہ بھی ہے کہ ووٹ ڈالنے سے پرہیز

اَیت اُمتی تہاب اَن تقول للظالم یاظالم فقد تودع منہم "

ری امت کو دیکھو کہ ظالم کو ظالم کہنے سے ڈر رہی ہو تو پھر اسے الوداع کہہ دو (یعنی ایسی امت کا خاتمہ قریب ہے)

ہ یہ ایمان کا تقاضا ہے کہ مومن شخص معاشرے اور ملک میں پھیلی ہوئی برائیوں کو دور کرنے کے لیے جدوجہد کرے ۔ خواہ یہ برائیاں سماجی ہوں یا ثقافتی یا سیاسی ناممکن ہے کوئی شخص مومن ہونے کا دعوی کرے اور ان برائیوں کو پھلتا پھولتا دیکھے اور مطمئن رہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

یرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الإِيمَانِ " (مسلم)

ں سے جو شخص برائی دیکھے تو چاہیے کہ اپنی قوت وطاقت سے اسے دور کرے ۔ ایسا نہیں کر سکتا تو اپنی زبان سے دور کرے ۔ ایسا بھی نہیں کر سکتا تو اپنے دل سے دور کرے (یعنی دل میں اسے برا سمجھے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے ۔''

عین ممکن ہے کہ اکیلا شخص برائیوں کے اس طوفان کا مقابلہ نہ کر سکے خاص کر جب کہ ملک کے سیاست داں اور ارباب حل وعقد ہی ان برائیوں میں ملوث ہوں ۔ اس صورت حال میں صحیح طریقہ کار یہ ہوگا کہ بہت سارے افراد مل کر اجتماعی طور پر ان برائیوں کا مقابلہ کریں ۔ یہ اجتماعی کوشش کسی آزاد تنظیم

جمہوری دور میں معاشرے میں پھیلتی ہوئی برائیوں کے خلاف مزاحمت کرنا یا حکومت کی غلط پالیسیوں پر تنقید کرنا اوران کے خلاف آواز بلند کرنا کسی بھی شخص کا جمہوری حق تصور کیا جاتا ہے۔ جب کہ دین اسلام اس حق کو صرف حق ہی نہیں بلکہ واجب قرار دیتا ہے۔ اس فریضہ کی ادائیگی کے لیے ضروری ہے

م یَہتَم بِأَمرِ المُسلِمِینَ فَلَیسَ مِنھُم"

س مسلمانوں کے معاملات میں دلچسپی نہیں لیتا اوران کی فکر نہیں کرتا وہ مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔"

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی موت کو جہالت کی موت قرار دیا ہے جو سیاست سے کنارہ کش ہوجائے اور کسی قائد یا حکمراں کی تائید وحمایت کے لیے کمربستہ نہ رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

ت وَلَیسَ فِی عُنُقِہِ بَیعَۃٌ مَاتَ مِیتَۃً جَاہِلِیَّۃً" (مسلم)

س اس حالت میں وفات پائے کہ اس کی گردن میں کسی قائد کی بیعت نہ ہو (یعنی وہ کسی قائد کا حامی نہ ہو) تو وہ جہالت کی موت مرتا ہے۔"

اس حدیث کی روشنی میں یہ بات بہ آسانی سمجھی جاسکتی ہے کہ سیاسی معاملات میں کسی ایسے حکمراں قائد یا لیڈر کی حمایت و نصرت ضروری ہے جو مسلمانوں کے معاملات میں دلچسپی لیتا ہو۔ انھیں حل کرنے کے لیے کوشاں رہتا ہو اور دین اسلام کے غلبے کے لیے فکرمند رہتا ہو۔ یہ نری جہالت وگمراہی ہے کہ

اس بات کا دعوی کرے ہیں کہ دین کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ کہ دین کو سیاست سے الگ کر کے رکھنا چاہیے وہ دراصل قرآن وحدیث کی صریح اور واضح تعلیمات سے بے خبر ہیں۔ اگر وہ مذکورہ قرآنی آیات واحادیث پر غور کریں گے تو انھیں معلوم ہوگا کہ دین سے سیاست کو الگ کرنا جہالت

دین کا سیاست سے اس قدر گہرا تعلق ہے کہ عین نماز کی حالت میں قرآن کی ان آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے جن میں سیاسی مسائل سے بحث کی گئی ہے مثلاً وہ آیتیں جن میں مسلم دشمن حکمرانوں کی تائید ونصرت کی ممانعت ہے یا جن میں دنیوی معاملات کو اللہ کے قوانین کے مطابق حل کرنے کی ہدایت کی گ

جب مسلمانوں پر کسی قسم کی دنیوی یا آسمانی مصیبت نازل ہوتی ہے مثلاً جنگ کی حالت ہو یا مسلمانوں پر کسی قسم کا سیاسی عذاب مسلط ہوجائے یا قحط اور زلزلہ جیسی ناگہانی آفتیں ہوں۔ اس دعا میں ان مسائل کا تذکرہ کر کے ان سے عافیت کی دعا کی جاتی ہے۔

اس پوری تفصیل اور وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ دین کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے تو یہ سراسر ہٹ دھری ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ جو لوگ دین کو سیاست سے الگ کرنے کی باتیں کرتے ہیں وقت پڑنے پر یہی لوگ دین کا سہارا لے کر دین دار اور اسلام پسند لوگوں کے خلاف انتقامی کاروائیاں کرتے ہیں۔ مثلاً مصر کے حکمرانوں نے جب الاخوان المسلمون کے خلاف انتقامی کاروائی کرنی چاہی اور یہ وہ لوگ تھے جو دی

علمی اعتبار سے سیاست ایک ایسا موضوع ہے جس کی خاص اہمیت ہے۔ کیوں کہ یہ موضوع ملک وملت کی ذمے داروں کو بہ حسن وخوبی نبھانے سے تعلق رکھتا ہے۔ علماء نے سیاست کی یوں تعریف کی ہے کہ سیاست ان تدابیر کا نام ہے جو معاشرہ میں فلاح وبہبود دلاتی ہیں اور ظلم وفساد کو دور کرتی ہیں۔

اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عدل وانصاف پر مبنی سیاست اسلامی شریعت کے خلاف نہیں ہوسکتی۔ بلکہ یہ عین اسلامی شریعت کا جز ہے۔ اسے ہم سیاست کا نام اس لیے دیتے ہیں کہ لوگوں میں یہی نام رائج ہے ورنہ اس کے لیے عدل الٰہی کا نام زیادہ موزوں ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ دنیا آخرت کی

سیاست سے عوام الناس کی اس نفرت کو دیکھتے ہوئے مسلم دشمن عناصر کو بڑا اچھا موقع ہاتھ آگیا کہ انھوں نے ان مسلم تنظیموں کو جو مکمل دین کی طرف دعوت دیتی ہیں۔ انھیں سیاسی قرار دے دیا تاکہ عوام الناس ان سے بدک جائیں اب تو یہ عام سی بات ہوگئی ہے کہ کسی دین دار شخص کو بدنام کرنے اور

اگر اسلام دشمنی کی یہی رفتار رہی تو وہ دن دور نہیں جب ہمارا قرآن پڑھنا مسجد میں جاکر باجماعت نماز ادا کرنا بلکہ اسلام پر چلنا سب کچھ سیاست سے تعبیر کیا جانے لگے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس دن کے آنے سے پہلے ہم ہوش کے ناخن لیں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی یوسف القرضاوی

سیاسی مسائل، جلد:2، صفحہ:281

محدث فتویٰ